آصف ہارون☆

اُمتِ مسلمہ پر قرآن کریم کے حقوق

کتبِ سماویہ میں سے قرآنِ کریم آخری کتاب ہے جو دُنیاوی واُخروی فوز وفلاح کی ضامن ہے اور ذِلت وضلالت کے ظلمات سے نکال کرعزت وہدایت کے انوار عطا کرتی ہے۔ جو انقلاب دُنیا میں اس نے برپا کیا ہے اتنا بڑا انقلاب کسی کتاب نے نہیں کیا۔ اس نے اکنافِ عالم میں حیاتِ انسانی کے ہر گوشے کو بہت زیادہ متاثر کیا، سوچنے سمجھنے کے انداز، اَفکار ونظریات، تہذیب وتمدن، آئین وقانون، مذاہب واَدیان بدل ڈالے۔ الغرض یہ ہمہ گیر وعالم گیر تبدیلیاں لانے والی واحد کتاب ہے جس سے فوائد وخزائن اور برکات وثمرات کا حصول تب ہی ممکن ہوسکتا ہے جب ہم اس کے حقوق وفرائض کو بطریق احسن سرانجام دے سکیں۔ جن کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

① ایمان وتعظیم ② تلاوت وترتیل ③ تفکر وتدبر ④ عمل وتعمیل ⑤ دعوت وتبلیغ

❶ ایمان وتعظیم

یہ مانا جائے کہ قرآن پاک آخری آسمانی کتاب ہے، وحی الٰہی ہے اور منزل من اللہ ہے، پھر صدقِ دل سے اس کی تعظیم اور اَدب و اِحترام کیا جائے، کیونکہ اگر دل میں اس کیلئے عظمت و اہمیت نہیں ہوگی تو آدمی اس کے حقائق ومعارف دَریافت کرنے کیلئے وہ کاوِش نہیں کرسکتا جو اس کے خزائن حکمت سے مستفید ہونے کیلئے ضروری ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ﴾ [البقرۃ:۴]

''(متقین وہ ہیں) جو ایمان رکھتے ہیں اس (قرآن کریم) پر جو آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا اور اس پر جو آپ ﷺ سے پہلے نازل کیا گیا۔ (یعنی تورات، زَبور، اِنجیل، زبور اور صحائف ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام)''

اور یہ بھی مانا جائے کہ یہ جبرائیل امین علیہ السلام کی وساطت سے پیغمبر اسلام ﷺ پر نازِل کیا گیا۔

ارشادِ باری ہے:

﴿ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ * نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ * عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ * بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴾ [الشعراء: ۱۹۲-۱۹۵]

اور بلا شک وشبہ یہ (قرآن) رب العٰلمین کا نازل فرمایا ہوا ہے۔ روحِ امین علیہ السلام نے اسے آپ (ﷺ) کے دِل پر اُتارا ہے تاکہ آپ آگاہ کردینے والوں میں سے ہوجائیں۔ صاف عربی زبان میں ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

☆ فاضل کلیۃ الشّریعۃ جامعہ لاہور الاسلامیہ

''کفارِ مکہ نے قرآن کریم کے وحیٔ الٰہی اور منزل من اللہ ہونے کا انکار کیا اور اس بنا پر رسالت و دعوتِ محمدیہ کا بھی انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیا کے واقعات بیان کر کے یہ واضح کیا کہ قرآنِ مقدس یقیناً وحیٔ الٰہی ہے۔ دِل کا بطور خاص ذکر اسلئے فرمایا کہ حواسِ باطنیہ میں دل ہی سب سے زیادہ ادراک اور حفظ کی صلاحیت رکھتا ہے۔'' [تفسیر احسن البیان: ص ۴۹۱]

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

﴿ءَامَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [البقرۃ: ۲۸۵]

''رسول ایمان لایا اس چیز (قرآن کریم) پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُتری اور مومن بھی ایمان لائے۔''

مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس نکتہ بیان کرتے ہیں:

''قرآن کے کتابِ الٰہی ہونے میں تو کسی شبے کی گنجائش نہیں ہے، لیکن اس پر ایمان وہی لوگ لائیں گے جن کے اندر خدا ترسی، حقیقت بینی اور حق طلبی ہوگی۔ جو لوگ گروہ پرستی، عصبیت اور اپنی برتری کے زعم میں مبتلا ہوں گے وہ اس کتاب پر ایمان لانے سے محروم رہیں گے، اب یہاں خاتمے پر یہ اعلان کر دیا کہ پیغمبر اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں نے واضح کر دیا کہ اس ایمان کی سعادت سے بہرہ مند ہونے والے کون لوگ تھے گویا دودھ کے اندر جتنا مکھن تھا وہ نکال کر سامنے رکھ دیا اور اس کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ کر دیا کہ اس دودھ کے اندر یہ مکھن تھا جو نکل آیا ہے اب جو بچ رہا ہے یہ چھاچھ ہے خدا کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔'' [تدبر قرآن: ۱/ ۶۴۸]

بقول مولانا ظفر علی خان:

وہ جنس نہیں ایمان، جسے لے آئیں دُکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈنے سے ملے گی قاری کو یہ قرآن کے سیپاروں میں

جب یہ یقین پیدا ہو جائیگا کہ قرآن کلام اللہ ہے، وحیٔ الٰہی ہے، منزل من اللہ ہے اور ہماری رُشد و ہدایت کیلئے نازل ہوا ہے، جب یہ احساس پیدا ہو جائے گا کہ زمین کی چھاتی پر اور آسمان کی چھت کے نیچے قرآن سے بڑی کوئی دولت اور اس سے عظیم تر کوئی نعمت موجود نہیں تو پھر اس کی تلاوت ہماری روح کی غذا اور اس پر غور و فکر ہمارے قلوب و اذہان کیلئے روشنی بن جائیں گے، پھر ہم اپنی ذہنی و فکری صلاحیتوں اور اپنی پوری عمر کو اس پر تدبر و تفکر میں کھپا کر بھی محسوس کریں گے کہ ؎ حق تو یہ ہے کہ حق اَدا نہ ہوا۔

❷ تلاوت و ترتیل

'ایمان و تعظیم' کے بعد ہر مسلمان پر قرآن کریم کا یہ حق عائد ہوتا ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اِرشاد ہے:

﴿وَاتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا﴾ [الکہف: ۲۷]

''تیری جانب جو تیرے رب کی کتاب وحی کی گئی ہے اسے پڑھتا رہ، اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں، تو اس کے سوا ہرگز ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہ پائے گا۔''

اس آیتِ مبارکہ میں پیغمبر اسلام ﷺ کو تلاوت کا حکم ملا ہے اور آپ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا:

«مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ» [صحیح مسلم: ۲۶۹۹]

''جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اس کا تکرار یا دور کرتے ہیں تو ان پر (اللہ کی طرف سے) سکون نازل ہوتا ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا ذکرِ خیر فرماتے ہیں۔''

پھر آپ ﷺ کو حکم ملا:

﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ﴾ [المزّمل: ۴]

''اور قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھیں۔''

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

« يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا ، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا» [صحيح سنن أبي داؤد: ۱۴۶۴، صحيح سنن الترمذي: ۲۹۱۴]

''قاریٔ قرآن کو قیامت والے دن کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ اور جنت کے زینے چڑھ اور ترتیل کے ساتھ پڑھ جیسے دُنیا میں پڑھتا تھا پس جہاں تم قرآن کی آخری آیت ختم کرو گے وہی تمہارا مرتبہ و مقام ہوگا۔''

ترتیل، جو تلاوت کا سب سے بڑا حق ہے، کے علاوہ خوش الحانی، ظاہری و باطنی آداب، تجوید و قراَت، روزانہ کا معمول اور حفظ کرنا، یہ سب تلاوت کے حقوق میں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن صرف ایک بار پڑھ لینے کی چیز نہیں ہے بلکہ بار بار پڑھنے اور ہمیشہ پڑھتے رہنے کی چیز ہے اس لئے کہ یہ روح کیلئے بمنزلۂ غذا ہے اور جس طرح جسم انسانی اپنی بقا و تقویت کیلئے مسلسل غذا کا محتاج ہے جو انسان کے جسد حیوانی کی طرح سب زمین سے حاصل ہوتی ہے اسی طرح روحِ انسانی جو خود آسمانی چیز ہے، کلام ربانی کے ذریعے مسلسل تغذیہ و تقویت کی محتاج ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِنہی چیزوں کو ملحوظِ خاطر رکھ کر تلاوت کا اہتمام کرتے تھے، تو نورانی ملائکہ کا نزول ہوتا تھا، رحمت و سکینت کی برکھا برستی تھی آنکھیں نم اور دل پگھل جاتے تھے۔ قرآن کے ساتھ کمال درجے کی محبت و یگانگت اور اُلفت و چاہت رکھتے تھے کہ جو سن لیتا، آواز کے سحر میں مسحور ہو جاتا اور دل و دماغ انوارِ قرآن کی تجلیات سے متجلی ہو جاتے تھے۔

۳ تفکر و تدبر

'ایمان و تعظیم' اور 'تلاوت و ترتیل' کے بعد قرآن کا تیسرا حق جو اُمتِ مسلمہ پر لاگو ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کتابِ منیر میں تفکر و تدبر کیا جائے اور اس سے عبرت و نصیحت حاصل کی جائے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِيَدَّبَّرُوْا آيَاتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ [صٓ: ۲۹]

''یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبی ﷺ) ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور و خوض کریں اور عقل و خرد والے اس سے سبق لیں۔''

قرآن کریم تمام ذی شعور اور ذی فکر کو تفکر و تعقل کی دعوت دیتا ہے اور اس کا اولین میدان خود آفاق و انفس ہیں جو آیاتِ الٰہی سے بھرے پڑے ہیں۔ ساتھ ہی ﴿ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾، ﴿ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾ جیسے صیغوں سے مخاطب کر کے آیاتِ قرآنی میں تفکر و تعقل کی دعوت بھی دیتا ہے۔ علاوہ ازیں قرآن نے 'تذکر' کی اصطلاح کو بھی

استعمال کیا جس کے بارے میں مشہور سکالر ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے ہیں:

''آیاتِ قرآنی، آیاتِ آفاقی اور آیاتِ انفسی میں تفکر و تعقل کے نتیجے میں انسان محسوس کرتا ہے کہ ایک تو ان تینوں میں گہری ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور دوسرے یہ سب کامل توافق کے ساتھ بعض ایسے حقائق کی جانب رہنمائی کرتی ہیں جس کی شہادت خود اس کی اپنی فطرت میں مضمر ہے۔ اس طرح اس کے اپنے باطن کی مخفی شہادت اُجاگر ہو کر اس کے شعور کے پردوں پر جلوہ فگن ہوتی ہے اور حقیقت نفس الامری کا علم جس کا دوسرا نام ایمان ہے اس کے شعور میں بالکل اس طرح اُبھرتا ہے جیسے کسی تحریک کی بنا پر کوئی پرانی بھولی بسری بات انسان کی یاداشت کے ذخیرے کی گہرائیوں سے اُبھر کر افقِ شعور پر طلوع ہوتی ہے اسی عمل کو قرآنی اصلاح میں 'تذکر' کہتے ہیں۔ [مسلمانوں پر قرآن کے حقوق: ص ۲۵]

تفکر، تدبر، تذکر اور عبرت و نصیحت، ان سب کا حصول تب ہی ممکن ہے جب قرآن کو سیکھا اور سمجھا جائے گا۔ جب قرآنی علوم و فنون سے آگہی ہوگی اور معانی و مطالب کا علم ہوگا۔ اس لئے ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

« خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ » [صحيح بخاري: ۵۰۲۷]

''تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھلاتا ہے۔''

قرآن و سنت کے علم سے واقفیت نہ صرف محمود و مستحسن ہے بلکہ اس عمل صالح پر جو اَجر جزیل ملتا ہے اس کے بارے میں سن کر عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک ایسا مسلمان جو غیر ملکی زبان تک سیکھ لیتا ہو، بی اے، ایم اے، ڈاکٹریٹ اور انجینئرنگ جیسے مشکل مراحل طے کر گیا ہو، کیا وہ اتنی عربی بھی نہیں سیکھ سکتا جس سے قرآن کریم کا فہم حاصل کر سکے؟ وہ عدالتِ الٰہی میں کیا عذر پیش کر سکے گا؟ اور درحقیقت ایسے لوگوں کا عربی قواعد سیکھ کر قرآن کے فہم سے باز رہنا کلام اللہ کا تمسخر اور استہزا ہی نہیں بلکہ اس کی تحقیر و توہین بھی ہے۔ آپ خود سوچ لیں کہ اس طرزِ عمل سے وہ اللہ کی کیسی شدید باز پرس اور کتنی سخت عقوبت کے مستحق ٹھہر چکے ہیں۔

❹ عمل و تعمیل

قرآن کریم کا چوتھا حق اور اہم ذمہ داری جو اُمتِ مسلمہ پر عائد ہوتی ہے وہ یہ کہ اس پر عمل کیا جائے، دَرحقیقت مذکورہ تینوں حقوق عمل ہی کیلئے مطلوب ہیں، ہمارے اعمال و افعال، عادات و اَطوار اور ہماری سیرت و کردار میں قرآن کریم کا عکس نظر آنا چاہئے۔ ہماری سیاست، ثقافت، معاشرت، ہماری معاشیات اور افکار و نظریات قرآن کے مطابق ڈھلے ہوں۔ تب جا کر ہم قرآن کے حقیقی انوار و فیوض اور فوائد و خزائن حاصل کر سکتے ہیں اور اس کی برکات و ثمرات کو سمیٹ سکتے ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

« يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَآلُ عِمْرَانَ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا» [صحيح مسلم: ۸۰۵]

''قیامت والے دن قرآن کو اور ان لوگوں کو جو دُنیا میں اس پر عمل کرتے تھے (بارگاہِ الٰہی) میں پیش کیا جائے گا، سورۂ بقرہ اور آل عمران آگے آگے ہوں گی اور اپنے پڑھنے اور عمل کرنے والوں کی طرف سے لڑائی جھگڑا کریں گی۔''

یعنی بارگاہِ الٰہی میں قرآن کریم اور خاص طور پر مذکورہ سورتیں، اپنے پڑھنے والوں اور ان پر عمل کرنے والوں کیلئے سفارش کریں گی اور اپنے رب سے اِصرار و تکرار کر کے ان کی مغفرت کروائیں گی۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

« إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ » [صحيح مسلم: ۸۱۶]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے سے قوموں کو بلندی عطا کرتے اور اسی کے ذریعے ذلیل کردیتے ہیں۔''

بات واضح ہے جو قوم قرآن کو اپنا دستور و منشور، آئین و قانون، لائحہ عمل اور ضابطۂ حیات بنا لیتی ہے، ان کے تہذیب و تمدن، افکار و نظریات، سیاست و ثقافت اور معیشت و معاشرت میں قرآن کا رنگ نظر آتا ہے تو وہ قوم ترقی، کامیابی، رفعت اور فتح و نصرت کی شاہراہ پر گامزن ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس جو قوم قرآن کے حقوق کو پامال کرتی ہے، تنزلی، بدنامی، شکست و ریخت اس کے حصے میں آتی ہے۔ بدقسمتی سے یہی کچھ پاکستان کے ساتھ ہوا، جہاں جو قانون اور آئین تھا خواہ ۱۹۵۶ء کا ہو یا ۱۹۷۳ء کا، اس کی دفعات، حدود و تعزیرات جو تھوڑی بہت قرآن سے ماخوذ تھیں، ان میں بھی ترامیم کی گئی خواہ ان کا تعلق عورتوں کے ساتھ تھا یا مردوں کے ساتھ، نتیجتاً مختلف خارجی و داخلی مشکلات اور اختلاف و انتشار، قہر اور غضبِ الٰہی کی صورت میں ٹوٹ پڑے، کیونکہ قرآن پر مبنی حدود و تعزیرات پر عمل کرنا یا کروانا بعینہٖ قرآن پر عمل کے مترادف ہے جو قرآن کا حق تھا اور اس حق کی پامالی اور اس کے ساتھ استہزا یقیناً اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب کو دعوت دیتا ہے کیونکہ قرآن اس کی کلام ہے۔

❺ دعوت و تبلیغ

ماننے، پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کے بعد قرآن کا یہ حق ہے کہ اس کی تبلیغ کی جائے اور اس کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ﴾ [المائدة: ۶۷]

''اے پیغمبر ﷺ! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔''

جس کو آپ ﷺ نے پورا کردیا۔ سوا لاکھ صحابہ کی موجودگی میں خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر تین مرتبہ پوچھا: « هَلْ بَلَّغْتُ؟ » جواب ملا: جی ہاں! آپ نے تبلیغ کا حق ادا کردیا۔ پھر فرمایا: « فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ » [صحيح البخاري: ۱۷۴۱] کہ حاضر غائب تک یہ پیغام پہنچادے۔

اب یہ ذمہ داری اُمتِ مسلمہ کے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے، ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

« بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً » [صحيح البخاري: ۳۴۶۱]

''اگر تم نے مجھ سے ایک آیت بھی سیکھی ہے تو میری طرف سے اَقوام واُمم عالم تک پہنچا دو۔''

بہر نوع آنحضرت ﷺ کے ان مبارک فرمانات کے عموم سے ثابت ہوتا ہے کہ اس ذمہ داری سے بری کوئی بھی نہیں، جسے بھی اس کا کچھ علم و فہم حاصل ہو حتیٰ کہ اگر ایک آیت ہی یاد ہو، اُسے دوسروں کو یاد کرادے یا کسی ایک آیت یا سورت کا مفہوم معلوم ہو وہ اسے دوسروں تک پہنچائے تو یہ بھی 'تبلیغ قرآن' ہے۔ اگرچہ اس مقدس اور عظیم الشان فرض کی ادائیگی کی جو ذمہ داری اُمتِ مسلمہ پر بحیثیتِ مجموعی عائد ہوتی ہے وہ صرف اس وقت پوری ہوسکتی ہے جب قرآن کا علم و فہم اطراف واکنافِ عالم تک پہنچا دیا جائے۔ اس کیلئے پرنٹ والیکٹرانک میڈیا، نشرواشاعت کے ادارے، قرآن وسنت پر مبنی اکیڈمیوں اور یونیورسٹیوں جیسے مناسب ذرائع سے تعاون حاصل کیا جاسکتا ہے۔